دعوتِ دین

تحریر: حافظ محمد نذیر اظہر
(فاضل جامعہ سلفیہ فیصل آباد)

دعوت دین وہ عظیم شرف اور فریضہ ہے کہ جس کی بناء پر امت مسلمہ کو تمام امتوں پر شرف اور فضیلت حاصل ہے ارشاد الٰہی ہے کہ:

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنہون عن المنکر و تومنون باللہ (آل عمران ۱۱۰)

ترجمہ: تم وہ بہترین امت ہو جسے لوگوں کی راہنمائی کی خاطر کھڑا کیا گیا ہے تمہارا وظیفہ یہ ہے کہ تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔

اس آیت میں یہ اشارہ بھی موجود ہے کہ تمہیں اس عظیم منصب پر سرفراز کیا گیا ہے تو یہ کسی نسل و نسب کی بنا پر نہیں جیسا کہ اہل کتاب نے اپنے متعلق گمان کر لیا تھا بلکہ دعوت دین کی بناء پر تم اس منصب کے مستحق ٹھہرے ہو اب یہ بات ملحوظ رہنی چاہیے کہ اگر اہل کتاب کی طرح تم نے بھی اس فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کی تو ان کی طرح یہ نعمت اور یہ منصب تم سے چھن بھی سکتا ہے۔

اس لئے تمام امت کو بالعموم اور علماء و طلباء کو بالخصوص اس عظیم فریضہ کے لئے اٹھ کر یہ گواہی دینا ہوگی کہ رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ ہم تک پہنچایا ہے وہ آگے پہنچائیں اور جو کچھ آپ نے کرکے دکھلایا ہے اسے لوگوں کے سامنے کرکے دکھلانے میں کوئی کوتاہی نہیں برتیں گے امت وسط ہونے کا یہی مفہوم ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

وکذلک جعلنکم امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا (البقرۃ ۱۴۳)

ان آیات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ افضل الامم ہونے کا امتیاز دعوت دین کے وصف کے ساتھ مشروط ہے دعوت دین کے فریضے سے تغافل برت کر افضل ہونے کا دعویٰ بلا دلیل اور کھوکھلا ہے۔

دعوت و اصلاح وہ شرف عظیم ہے جو تمام رسولوں اور ان کے متبعین کا وظیفہ رہا ہے تمام رسولوں اور کتابوں کو صرف اس مقصد وحید کے لئے بھیجا گیا ہے اس لئے جب نبی آخر الزمان ﷺ کے بارے میں جب یہ فرمایا گیا کہ ان کا ذکر تورات و انجیل میں بھی ثبت ہے تو ساتھ ان کا یہ وصف بھی بیان کردیا گیا۔ فرمایا:

الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ و الانجیل یامرھم بالمعروف و ینھاھم عن المنکر

ترجمہ: وہ لوگ جو نبی امی کی پیروی کرتے ہیں وہ جن کے اوصاف کو تورات و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ انہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔

اور پیغمبر ﷺ کو خصوصی طور پر بھی اس کا حکم دیا گیا تھا' فرمایا: "فاصدع بما تومر" کہ اپنے رب کے حکم کو کھول کر لوگوں کے سامنے بیان کرو اور اسی نبوی وصف کو آپ کے سچے متبعین اور فرمانبرداروں کے اوصاف میں بھی ذکر کیا گیا ہے۔ فرمایا:

والمومنون والمومنات بعضھم اولیاء بعض یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر۔

ترجمہ: کہ مومن مرد اور عورت ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں اور نیکی کا حکم دیتے ہیں' برائی سے روکتے ہیں۔

اور یہ خوبی صرف اور صرف اسلام کی ہے کہ اس کے حاملین اپنوں کے لئے اگر بھلائی و نیکی کے خواہاں ہیں تو غیروں کے لئے بھی یہی جذبات رکھتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح اسلام کو قبول کرکے یہ کافر بھی ان اوصاف حسنہ میں ہمارے شریک ہو جائیں۔

> افضل الامم ہونے کا امتیاز دعوت دین کے وصف کے ساتھ مشروط ہے اس فریضہ سے تغافل برت کر افضل ہونے کا دعویٰ بلا دلیل اور کھوکھلا ہے

اسلام نے دعوت و تبلیغ کے اس فریضہ کو تمام امت پر اجتماعی اور انفرادی طور پر فرض قرار دیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر و اولئک ھم المفلحون۔ (آل عمران ۱۰۴)

ترجمہ :۔ کہ تم میں ایک ایسے گروہ کا ہونا ضروری ہے جو بھلائی کی دعوت دے نیکی کا حکم کرے اور برائی سے روکے اور یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

اسی لئے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ:

کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ

ترجمہ:۔ تم میں سے ہر شخص راعی اور ذمہ دار ہے جسے اپنے ماتحت لوگوں کے بارے میں جواب دینا ہے۔ (بخاری و مسلم)

اسلام چونکہ ایک ایسا دین ہے جو سراسر نصیحت اور خیر خواہی کا نام ہے اس حقیقت کو نبی اکرم ﷺ نے اس طرح تعبیر کیا "والدین النصیحۃ" (صحیح مسلم) لہٰذا لوگوں کی نصیحت یہ ہے کہ انہیں ان کے مصالح کے بارے میں آگاہ کیا جائے اور مفاسد سے بچنے کی ترغیب دی جائے اور بہت سے اخلاقی اور دیگر امور ایسے ہیں جو ہر شخص کی پرائیویٹ اور نجی باتیں معلوم ہوتی ہیں جن کا نفع و نقصان اس کے کرنے والے تک محدود ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ ذرا گہری نظر سے دیکھا جائے تو ان کے اثرات و نتائج بھی پوری امت تک پہنچتے ہیں حتیٰ کہ ایک برائی پورے معاشرے میں عام ہو جاتی ہے اور دوسری اہم بات یہ بھی ہے کہ اگر ان برائیوں کی روک تھام نہ کی جائے تو ان کی برائی نہایت ہلکی ہو کر رہ جاتی ہے اور لوگ اس کو ایک معمولی بات سمجھنے لگتے ہیں اور آہستہ آہستہ یہ زہر اتنا پھیلتا ہے کہ ان برائیوں کی برائی مشکوک نظر آنے لگتی ہیں جس کے نتیجے میں پوری قوم کا اخلاقی، تہذیبی مزاج فاسد ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی تعلیمات میں انکار منکر اور تغییر باطل کی ایک درجات میں فرض قرار دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ، و ذلک اضعف الایمان۔

ترجمہ "کہ تم میں سے جو کوئی برائی دیکھے تو اسے ہاتھ کے ساتھ روکنے کی کوشش کرے اگر یہ استطاعت نہ ہو تو اپنی زبان کے ساتھ اگر اس کی بھی استطاعت نہ رکھتا ہو تو دل کے ساتھ ہی اسے برا سمجھے اور یہ ایمان کا سب سے ادنی درجہ ہے۔"

اگر نیکی کی دعوت و تبلیغ کا کام معاشرے سے اٹھ جائے تو یہ سمجھئے کہ پوری انسانیت خسارے میں ہے اس مضمون کی تصدیق سورۃ عصر کے مطالب سے بڑی واضح طور پر ہو جاتی ہے۔ بلکہ قرآن نے تو یہاں تک کہا ہے کہ لوگوں کی ہر قسم کی سرگوشیوں اور کلاموں میں کوئی خیر نہیں صرف وہ شخص اس سے مستثنیٰ ہے جو صدقہ، نیکی یا اصلاح کا حکم دے۔ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام میں دعوت و تبلیغ کے اس مبارک عمل کی اہمیت کس قدر ہے۔ کہ یہ تمام امت کا عمومی اور علماء کا خصوصی فریضہ ہے خصوصاً آج کل کے دور میں جب ہر طرف سے شرک و کفر کے بادل امنڈتے نظر آتے ہیں خود ساختہ رسومات اور بدعات کو سنت نبویہ کا عنوان دیا جا رہا ہے اور قرآنی مفاہیم کو حدیث کے خلاف ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے نام نہاد مسلمان اور دانشور حضرات بھی نصوص کو ایک دوسرے کے معارض ثابت کرکے مسلمانوں میں اہل کتاب کے مذموم رویہ کی تاریخ دہرا رہے ہیں برائی، فحاشی اور منکرات اس قدر عام ہوگئی ہیں کہ ان کی برائی ختم ہو کر رہ گئی ہے کبائر کا ارتکاب بھی بڑی دلیری سے کیا جاتا ہے اور اگر ان حالات میں کوئی آدمی انکار منکر کا فریضہ انجام دینے کے لئے اٹھتا ہے تو اسے قدامت پسند اور رجعت پسند کے القاب سے نوازا جاتا ہے۔ فحاشی اس قدر عام ہے کہ لگتا ہے کہ اس قوم کا مجموعی مقصد حیات ہی عشق و محبت کی کہانیاں قرار پا جائیں گی اس بے غیرتی اور بے حیائی کے پھیلانے والے اپنے آقاؤں کی شاباش اور تعاون سے اس قدر دلیر ہو چکے ہیں کہ اسلامی شعائر کا کھلے عام مذاق اڑایا جا رہا ہے اور آزادی نظر، حقوق اور آزادی نسواں کے نام پر حوا کی بیٹی کو بے حجاب کرنے کی بھرپور سعی کی جا رہی اور اس فطرتی انسانی وصف کو بدلنے کے لئے بہت سی تنظیمیں اور ادارے اپنے مکمل ساز و سامان کے ساتھ پیش نظر آتے ہیں۔

ان حالات میں اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ علماء کرام دعوت دین کے فریضہ کے لئے عزم کو لے کر اٹھیں اور پیغام الٰہی کو دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچا دیں تاکہ عوام باطل پرست اور دین پر دنیا کو جلب منفعت اور تحصیل زر کی خاطر ترجیح دینے والے اشخاص کے ہتھکنڈوں کا شکار ہونے سے بچ جائیں۔

> اگر دعوت و اصلاح کے فریضے کی طرف توجہ نہ دی جائے تو وبال ساری قوم پر آتا ہے

جبکہ دعوت و اصلاح کا یہ عمل اتنا مبارک ہے کہ کوئی اور عمل اس کے مساوی نہیں ہو سکتا داعی تمام انسانوں سے افضل اور اس کی بات تمام لوگوں کی گفتگو سے زیادہ بلند و برتر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

و من احسن قولا ممن دعا الی اللہ (فصلت ۳۳)

ترجمہ :۔ کہ اللہ کی طرف بلانے والے سے بہتر بات کس کی ہو سکتی ہے۔

بلکہ نبی اکرم ﷺ نے تو یہاں تک ارشاد فرمایا کہ:

من دل علی خیر فلہ اجر فاعلہ

ترجمہ :۔ بھلائی کی طرف رہنمائی کرنے والے کو بھی اس بھلائی کرنے والے کے برابر ثواب ملے گا۔

اسی طرح آپ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے:

من دعا الى هدى كان له من الاجر مثل اجور من تبعه لا ينقص ذلك من اجورهم شيئا (صحیح مسلم)

ترجمہ: ہدایت کے داعی کو بھی اتنا ہی اجرو ثواب حاصل ہوگا جتنا کہ اس کی پیروی کرنے والوں کو جبکہ ان کے اجر میں کمی بھی نہ ہوگی۔

ان احادیث پر غور و فکر کرنے کے بعد اگر آدمی عمل کرنا شروع کر دے تو یقین جانئے اس کی نیکی صرف اس کی زندگی میں ہی نہیں بلکہ مرنے کے بعد بھی اجرو ثواب لا انتہائی سلسلے پہنچتے رہتے ہیں مثال کے لئے دیکھئے نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس نے نیکی کی طرف رہنمائی فرمائی ہے اور صحابہ کرام تابعین عظام اور علماء امت اس میں واسطہ ہیں لہٰذا یہ تمام لوگ قیامت تک آنے والے تمام مسلمانوں کے اعمال میں برابر کے شریک ہیں یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی پوری زندگی دعوت و تبلیغ سے عبارت ہے اور آپ نے اس خار دار راستے میں بہت سی نادر قربانیاں بھی پیش کیں اس راستے میں آپ کا خون اقدس بھی بہتا رہا ہے آپ اس دعوت ہدایت پر اس قدر حریص تھے کہ خود اپنی جان کو اس قدر جوکھوں میں ڈال دیتے تھے کہ آپ کی زندگی خطرے میں پڑ جاتی تھی۔ اسی وجہ سے تو آپ کی طرف یہ وحی فرمائی گئی۔

لعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنین۔ (شعراء ۳)

ترجمہ: اے پیارے حبیب شاید آپ اس رنج سے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے اپنے آپ کو ہلاک کر دو گے اسی طرح تمام انبیاء کرام نے ہر مقام پر فریضہ دعوت کو انجام دینے میں کبھی کوتاہی نہیں کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام وہ پہلے نبی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی عالمگیر دعوت پھیلانے کے لئے مقرر کیا تھا۔ انہوں نے عراق سے مصر تک اور شام و فلسطین سے ریگستان عرب کے مختلف گوشوں میں اس دعوت کو پہنچایا حتی کہ انہیں اس راستے میں آگ میں کودنا پڑا اور اپنے گھر سے جلا وطنی کو قبول کرنا پڑا لیکن وہ کلمہ توحید پر ڈٹے رہے اس کی برکت ہے کہ آج بھی ملت ابراہیمی زندہ پائندہ ہے اور اسلام کی یکسو دعوت توحید کے رہنما ابراہیم علیہ السلام کو مانا جاتا ہے۔

انہی کی اولاد میں سے حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف دیکھئے جو در بدر کی ٹھوکریں کھانے کے بعد جیل کی کال کوٹھڑی میں پہنچتے ہیں تو وہاں بھی ءارباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد القہار (یوسف ۳۹) کی صدا بلند کرتے ہیں۔

دعوت و احسن کی اسی اہمیت و فضیلت کے پیش نظر نبی اکرم ﷺ نے جب صحابہ کرامؓ کو عام راستوں اور چوراہوں پر بیٹھنے کی اجازت دی تو اسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ساتھ مشروط قرار دیا۔

یہ کلمہ حق کی تبلیغ ہی ہے جسے جابر حکمران کے سامنے بلند کرنے کا نام افضل جہاد رکھا گیا ہے (جیساکہ سنن نسائی کی صحیح حدیث میں ہے) اسی بناء پر نبی اکرم ﷺ صحابہ کو یہ تعلیم دیتے تھے کہ کسی قوم پر حملہ آور ہونے سے پہلے اسے اسلام کی دعوت حقہ ضرور پیش کرو کیونکہ اسلام کا اصل مقصود تو یہ ہے کہ ساری دنیا رشد و ہدایت کے راستے پر چل کر ایک اللہ کی غلامی میں آجائے اور باطل معبودوں کے چنگل سے چھٹکارا حاصل کرلے اسی غرض کے حصول کے لئے جہاد کو بطور وسیلہ کے استعمال کیا گیا ہے نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب خیبر کے موقع پر علم جہاد عطا فرمایا حالانکہ کئی روز سے مسلمان بڑے سخت جنگی حالات سے دو چار تھے لیکن آپ نے فرمایا:

فو اللہ لان یھدی اللہ بک رجلا واحدا خیر لک من حمر النعم (متفق علیہ)

ترجمہ: مجھے اللہ رب العزت کی قسم ہے کہ اگر آپ کے ہاتھ پر کوئی ایک آدمی بھی ہدایت کے سیدھے راستے پر آجاتا ہے تو یہ تیرے لئے رب کی محبوب ترین غنیمت سرخ اونٹوں کے حصول سے بہتر ہے۔

اسی لئے صحیح علم نبوی کے وارث علماء پر اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے اٹھ کھڑا ہونا فرض اولین ہے تاکہ دعوت جو کہ انبیاء کا کام ہے اسے بہتر اسلوب سے انجام دیا جا سکے نبی اکرم ﷺ کی حالت تو یہ تھی کہ اگر کوئی آدمی آپ سے ضروری مسائل کی تعلیم حاصل کر لیتا تو آپ اسے اس کی قوم کی طرف مبلغ بنا کر بھیج دیتے تھے یہاں سے طلبہ کرام کو بھی سبق لینا چاہیے کہ دعوت اور علم دو الگ راستے نہیں بلکہ اگر علم کے ساتھ ساتھ دعوت بھی ہو تو یہ علم کے راسخ اور نافع ہونے کا باعث ہے آج ہمارے معاشرے میں خطیبوں اور واعظوں میں کثرت ان حضرات کی ہے جو عوام کو رطب ویابس قصے سنا کر خوش رکھنے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ صحیح علم کی بنیاد پر دعوت مٹتی جا رہی ہے جو کہ لوگوں کی بھی اصل ضرورت ہے۔

یاد رکھیئے کہ دعوت و اصلاح ایک ایسا فریضہ ہے کہ جسے اگر ادا نہ کیا جائے تو اس کا وبال ساری قوم پر آتا ہے۔ بنی اسرائیل کے تین

جاری ہے